عربی تنقید نگاری
تاریخ، اصول و مسائل
(۳)

جناب محمد سمیع اختر فلاحی، ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

جاہلی دور میں پائے جانے والے تنقیدی نظریات کا فکر و خیال کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ زیادہ تر زبان و بیان کی کمزوریوں اور لفظی محاسن و خوبیوں کو بیان کرتے تھے۔ اسلام نے عربی شعر و شاعری کی فکر کو تبدیل کرنا چاہا۔ قرآن نے شعراء کو ان کی بے راہ روی پر متنبہ کیا کہ ان کا مشغلہ محمود نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔ ان کے فکر و خیال میں استحکام نہیں ہے۔ چونکہ قرآن کا موضوع بحث انسانی ہدایت ہے۔ اور ہدایت کسی خاص میدان کے ساتھ خاص نہیں۔ ایسا ممکن نہیں کہ قرآن زبان و بیان اور فکر و خیال کے میدان کو مطلق آزاد چھوڑ دے۔ نقد بھی معاشرتی زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اگر ایک اعتبار سے دیکھا جائے تو قرآن پورا کا پورا نقد ہے۔ اس کے ذریعہ حقائق تک پہنچنے، کھرے کھوٹے کی تمیز کرنے میں مدد ملتی ہے۔ قرآن میں ادبی، معاشی، سماجی ہر طرح کی تنقیدیں موجود ہیں۔ قرآن کہتا ہے ۔ "والشعراء یتبعہم الغاؤن ۰ الم تر انہم فی کل واد یہیمون وانہم یقولون ما لا یفعلون ۰ الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات

وذکروا اللہ کثیراً ﴿۱۸﴾

(جو شعرا کی اتباع کریں وہ بے راہ ہیں، کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ ہر وادی میں منہ مارتے پھرتے ہیں، وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں مگر جن لوگوں نے ایمان لایا اور عمل صالح کیا) اس آیت میں صاف طور پہ بتادیا گیا کہ شاعری کی خصوصیت کیا ہے، شعرا کس طرح کے باطل خیالات میں مبتلا رہتے ہیں یہ شعروشاعری پر کھلی تنقید ہے حکم ہمیشہ کل پر لگایا جاتا ہے۔ یعنی شعراء کی اکثریت فکروخیال کی تاریکیوں میں بھٹکتی رہتی ہے نزول قرآن سے قبل "سقراط" نے بھی نقد کی بنیاد اخلاق پہ رکھی تھی۔ چنانچہ قرآن بھی شعراء کی بے عملی کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہے۔ قرآن شاعر کی شعری سحر انگیزی۔ اس کے جذبات و زبان کی قوت ترجمانی کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اس کے خیالات، اس کی توانائیاں اللہ کے احساسات محدود ہیں، وہ مبالغہ آرائی اور تشبیہ واستعارہ میں ایک حد فاصل قائم کرنا چاہتا ہے اور اس مقام سے شعراء کو روکنے کی کوشش کرتا ہے جہاں سے کذب وافترا کی سرحدیں شروع ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے شعروشاعری اور نفس شعراء سے متعلق جو بھی ہدایت دی ہے اس کو اصولی حیثیت حاصل ہے۔ شاعرانہ خیالات اور کلام الٰہی میں فرق کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔

"وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ۔ ان ھو الا ذکر وقرآن مبین۔ لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین ﴿۱۹﴾

ہم نے آپ کو شعر گوئی نہیں سکھایا اور نہ یہ آپ کے لئے مناسب ہے یہ تو ایک یاد دہانی قرآن مبین ہے تاکہ آپ انسانوں کو انذار کریں اور کافرین پر عذاب آکر رہے گا) یعنی آپ کی ذات شعروشاعری سے بالکل پاک ہے۔ آپ

ے مشن اور شعر و شاعری دونوں کا کوئی رشتہ نہیں۔ شاعری میں تو صواب و صحیح و غلط ہر ایک کا امکان ہے لیکن جو کچھ آپ پیش کر رہے ہیں وہ سراسر کبر و یاوہ دہانی ہے۔

نفس کلام سے متعلق سورۂ طٰہٰ میں ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ واعظ یا خطیب کو مخاطب کی نفسیات کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ آپ ہارونؑ کو لے کر فرعون کے پاس جائیے مگر اس کی سرکشی کے پیش نظر آپ وہ طرز کلام اختیار کیجیے جو اس کے دل کو موہ لے۔

اذهب انت واخوك بآياتي ولا تنيا في ذكري. اذهبا الى فرعون انه طغى، فقولا له قولاً ليناً لعله يتذكر او يخشى (۲۰)

(آپ اپنے بھائی کے ساتھ میری آیات لے کر فرعون کے پاس جائیے، میری یاد میں تساہلی نہ ہونے پائے، تم دونوں سرکش فرعون کی طرف جاؤ۔ اور اسے نرم انداز میں سمجھاؤ شاید کہ اس کے اندر خشیت پیدا ہو اور یاد دہانی حاصل کرے)

کوئی بات نرم، پرسوز اور دل گداز اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ موقعہ و محل کی رعایت کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت، اور زبان و بیان کے تمام اصولوں کو پیش نظر رکھ کر کوئی بات کہی جائے۔ اور کسی کے دل میں اپنی بات اتارنے کے لئے ضروری ہے کہ مخاطب کی نفسیات اور ذہنی کیفیات کا پورا لحاظ کیا جائے[2]۔

شروع میں شعر و شاعری سے لوگوں کی جنون کی حد تک بڑھی ہوئی دلچسپی کو ختم کرنے کے لئے آپ نے شعراء کی ہمت افزائی کرنے کے بجائے ان کی ہمت شکنی کی۔ جب امرؤ القیس کا نام آپ کے سامنے لیا گیا تو فرمایا وہ یہ وہ ہے جس کا غلغلہ اور نام دنیا میں بلند ہے لیکن آخرت میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے جب روز قیامت آئیگا تو شعراء کا علم اس کے ہاتھ میں ہوگا اور انھیں لے کر

وہ دوزخ کی راہ پکڑے گا۔ اور اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں جن کا مقصد لوگوں کو غلط قسم کی شاعری عریاں و فحش موضوعات سے دلچسپی، عورتوں کے جسمانی محاسن کی تعریف، شراب کی وصف نگاری اور دوسرے غیر اخلاقی مباحث سے روکنا تھا۔

جب شعر و شاعری سے لوگوں کی دلچسپی کم ہو گئی اور لوگوں کے افکار وخیالات میں پاکیزگی آگئی تو آپ نے مختلف موقعوں پر اشعار سننے کے بعد اپنی پسندیدگی و ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا۔ اس ضمن میں حضرت کعب بن زہیرؓ کا قصہ قابل ذکر ہے۔ کعب نے حضورؐ کی ہجو کر دی آپ نے ان کا خون مباح کر دیا۔ ان کی جان کے لالے پڑ گئے۔ ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ بہت رحمدل ہیں۔ چنانچہ ایک دن وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ عمامہ باندھ کر اور شکل تبدیل کر کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ایک شخص آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہے اور ہاتھ بڑھا کر چہرے سے پردہ ہٹا دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں کعب بن زہیر ہوں اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ انصار ان کو امان دینا پسند نہیں کرتے جب کہ قریش ان کے مشرف باسلام ہونے سے کافی خوش ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو امان دیدی۔ اس کے بعد کعب نے آپ کی شان میں اپنا مشہور قصیدہ پڑھا۔ چند اشعار سنانے کے بعد جب کعب نے یہ شعر پڑھا۔

الباذلین نفوسہم لنبیہم   یوم الهیاج وسطوۃ الجبار

شدید جنگوں میں انصار نبیؐ کی خاطر اپنی جانوں کو قربان کرتے ہیں۔

اس شعر پر حضورؐ نے فرطِ مسرت میں اپنی چادر اتار کر کعب کو اڑھا دی جس کو بعد میں کعبؓ کی اولاد سے حضرت معاویہؓ نے ایک خطیر رقم دے کر خرید لی۔ (۲)

اشعار کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ وہ اچھے بھی ہوتے ہیں اور خراب
بھی۔ ان میں جو حق کے مطابق ہوں وہ اچھے ہیں اور جو حق کے مطابق نہ ہوں ان
میں کوئی خیر و بھلائی نہیں۔ شعر کلام ہے اور کلام اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی (۲۲)
حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اشعار اچھے اور خراب دونوں طرح کے ہوتے ہیں
اچھے اشعار لے لیا کرو اور خراب کو ترک کر دو۔ (۲۳) حضرت حسان بن ثابت،
کعب بن مالک، اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے اشعار کے متعلق آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کے اشعار کفار پر تیروں سے بھی
زیادہ گراں گزرتے ہیں۔ حضرت حسان سے فرمایا کہ قریش کی ہجو کرو،
خدا کی قسم تمہاری ہجو اندھیرے میں آدمی پر تیر پڑنے سے بھی زیادہ سخت
ہے۔ روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔ (۲۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ
فرماتے تھے کہ شاعری قوم کی میزان ہے اور اس کے پرکھنے کا معیار
ہے (۲۵) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی شاعری کو سوسائٹی کی بلندی
و پستی کا اندازہ لگانے کا معیار تصور کرتے تھے۔ حضرت معاویہ فرماتے تھے
کہ شاعری ادب کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے
ہیں کہ جب تم کتاب اللہ پڑھو اور اس میں کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے تو اس کو
اشعار عرب میں تلاش کرو اس لیے کہ شعر عربوں کا دیوان کہا جاتا ہے۔ ان
کی پوری معلومات اس کے اندر موجود ہے۔ جب قرآن مجید کے کسی لفظی اشکال
کے بارے میں ان سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو اس کی توضیح میں آپ عربی
شعر پڑھ دیا کرتے تھے۔ (۲۶) حضرت ابو عمرو نابغہ ذبیانی کو سب سے بڑا
شاعر مانتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ بحر کے اعتبار سے بہت شیریں کلام ہے۔
اس کے یہاں گہرائی سب سے زیادہ پائی جاتی ہے (۲۷) حضرت عمر نے غطفان

کے وقت دریافت کیا کہ یہ شعر کس کا ہے؟

حلفت فلم أترك لنفسك ریبة ۔۔۔ ولیس وراء اللہ للمرء مذہب

(میں نے قسم کھائی اور تمہارے لئے کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رکھی اور اللہ کے علاوہ انسان کا کوئی مطلوب نہیں)

لوگوں نے جواب دیا یہ نابغہ ذبیانی کا شعر ہے چند اور اشعار پوچھنے کے بعد فرمایا وہ تم میں بڑا شاعر تھا۔ (۲۸)

عہد جاہلیت اور صدر اسلام کے معیار تنقید میں بنیادی فرق فکر و نظر کی تبدیلی کا ہے۔ جاہلی دور کے نقاد اور شعراء کسی خاص فکر یا نظریے کے تحت تنقید نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے تنقیدی نقطۂ نظر میں انفرادی رجحانات اور ذاتی میلانات کا کافی دخل تھا۔ مندرجہ بالا قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شعر و شاعری پر گہری نظر تھی۔ ان کے اقوال تنقیدی پیمانوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے کہا کہ سب سے بڑے شاعر کے کچھ اشعار سناؤ۔ انھوں نے پوچھا کہ سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ جواب ملا زہیر بن ابی سلمیٰ اور اس کی شاعری کے متعلق یہ رائے ظاہر کی کہ وہ بات کرنے میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں محسوس کرتا، غریب و نامانوس الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتا ہے اور قصیدہ خوانی میں بھی اسی صفت کو منسوب کرتا ہے جو واقعی آدمی کے اندر موجود ہو۔ (۲۹)

اسلامی فکر کے اثر سے عربی تنقید میں صداقت و راست گوئی کا عنصر داخل ہوا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے زہیر کی شاعری کی ایک صفت یہ بتائی کہ اس کے کلام میں مبالغہ نہیں ہے اور ممدوح کی طرف اسی صفت کو منسوب کرتا ہے جس کا وہ واقعی سزاوار ہو۔ حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں۔

[illegible]

ان [illegible] [illegible] [illegible] تعالیٰ [illegible]

[illegible] شعر [illegible] کہیں کہا ہے

اس طرح [illegible] کہا گیا [illegible] الفاظ کے استعمال سے

بچا ہے درحقیقت [illegible] دونوں نے [illegible]

نامانوس اور مشکل الفاظ کے استعمال کو اچھا نہیں سمجھا ہے۔ اسلام نے [illegible]

اصطلاحات [illegible] شاعری [illegible]

عربی شاعری کو نئے الفاظ کا ذخیرہ اور فکر کی وسعت عطا کیا۔ چنانچہ زغلول

سلام کا کہنا ہے عہد اسلامی میں قرآن مجید کے اسلوب اور انداز بیان کو مسلمہ

نمونہ تصور کیا جاتا تھا لہٰذا ادبی و شعری محاسن کو پرکھنے اور اس کے معیار

کی تشکیل میں قرآن مجید کے اسلوب کا غیر معمولی اثر پڑا۔ (۵)

عہد بنو امیہ

بنو امیہ کی خلافت درحقیقت ایک بار پھر عداوت، جہالت، تعصب، قوم پرستی اور تاریکی کی طرف لوٹنے کی ایک کوشش تھی۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے اخلاف نے ایک بار پھر عربوں کے اندر قومی و نسلی عصبیت کی دبی ہوئی چنگاری کو ہوا دینے کی کوشش کی اور عہد جاہلیت کے رسوم و رواج، عادات و اطوار اور باہمی جنگ و جدال کی کیفیت کو زندہ کرنا چاہا (۶) چنانچہ انھوں نے اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لیے شعراء کو استعمال کیا اور شعر و شاعری کے ذریعہ اپنی خوبیوں کی تبلیغ و اشاعت اور رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کی۔ تقریباً تمام ہی خلفاء اور شہزادوں نے اپنے حامی شعراء کی دل کھول کر سرپرستی کی اور خود بھی شعر گوئی میں حصہ لیا۔ یزید بن معاویہ نے

عزیز نہیں کہیں۔ یزید بن ولید کو شعرگوئی سے حد درجہ لگاؤ تھا۔ روایت میں ملتا ہے کہ جمعہ کا دن تھا اور وہ شعروشاعری میں مست تھا لوگوں نے یاد دلایا کہ جمعہ کا وقت ہے اور خطبہ دینا ہے۔ اس نے قسم کھائی کہ میں آج خطبہ نظم میں پیش کروں گا۔ چنانچہ وہ منبر پر کھڑا ہوا اور اس نے منظوم خطبہ دیا۔ (۳۱)

اسلامی عہد کے مقابلے میں اس دور کی معاشرتی، تہذیبی اور ادبی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ ملکی فتوحات کی کثرت و دولت کی بہتات اور عجمیوں کے اختلاط سے تہذیبی و سماجی زندگی کا پورا نقشہ تبدیل ہو گیا۔ عجمی ممالک سے بڑے پیمانے پر حسین لونڈیوں کو خریدا گیا۔ ان لونڈیوں میں عمدہ گانے والیاں بھی تھیں جو مختلف شعراء کے کلام کو گا کر پڑھتی تھیں۔ چونکہ اموی حکومت خالص اسلامی بنیادوں پر قائم نہ ہو کر بہت حد تک نسلی و قبائلی بنیادوں پر قائم تھی۔ اس حکومت کے مخالفین کا پیدا ہونا فطری تھا کیونکہ اس زمانے میں اسلامی غیرت وحمیت اور اسلامی اصولوں کی حفاظت کرنے والی جماعت موجود تھی چنانچہ مذہبی بنیادوں پر شیعہ، خوارج، مرجیہ وغیرہ مختلف فرقے وجود میں آگئے چاروں فرقے الگ الگ اصول و نظریات کے حامل تھے۔ چونکہ اس زمانے میں اپنی دعوت کو پیش کرنے کا موثر ترین ذریعہ شاعری تھی۔ ہر مکتبۂ فکر سے شعراء کی ایک جماعت منسلک تھی۔ عوام کے درمیان وہی پارٹی زیادہ مقبول ہوتی جس کے پاس اچھے شعراء کی ایک جماعت ہوتی۔ ہر فرقے سے جڑے ہوئے شعراء کی یہ کوشش ہوتی کہ وہ دوسروں سے آگے نکل جائیں، اس باہمی مناسبت سے جہاں شاعری کو ترقی ملی وہیں تنقیدی رجحانات کو بھی فروغ ملا۔ مختلف شعراء نے باہم ایک دوسرے پر تنقیدیں کیں۔ عمرو بن ربیعہ اور کثیر نے ایک دوسرے کے اشعار پر نقد کئے۔ اس دور میں ایسے سخن شناس حضرات بھی موجود تھے جو کسی مخصوص شاعر کے اشعار

...ادبی

...رسیا تھے۔ ابن ... عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار بے حد پسند تھے دیگر شعراء پر
...و ترجیح دیتے تھے کہا کرتے تھے کہ عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار کو دانتوں سے
...لو کیونکہ یہ دل میں گھر کر لیتے ہیں۔ اور یہ خصوصیت دوسرے شعراء کے اندر موجود
...۔ آپ کا یہ مشہور قول بھی ہے کہ اشعار کے اندر خدا کی نافرمانی کا ابن ابی ربیعہ جتنا
...ب ہوا اور کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ کتاب الاغانی میں عمر بن ابی ربیعہ اور دوسرے
...رار کے اشعار سے متعلق نقد کے کافی نمونے ملتے ہیں جو قابل اعتبار ہیں (۲۶)
...لف علاقوں کے شعراء خاص خاص موقعوں پہ اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا اظہار
...رتے ہوئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ اس دور
...ں عراق کے سخن شناسوں کے درمیان یہ مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا تھا کہ
جریر، اخطل اور فرزدق کے درمیان سب سے بڑا شاعر کون ہے اس مسئلے
پر اس وقت کے صاحبان ذوق و ادب کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ خود شعراء بھی
ایک دوسرے کے بارے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے فرزدق سے منقول ہے کہ اس نے
ذوالرمہ کے بارے میں کہا "اگر یہ آثار و دیار پر گریہ کناں نہ ہوتا، اس کے اشعار
میں وصف شتر و غ کی کثرت نہ ہوتی تو وہ اچھا شاعر ہو سکتا تھا" جریر، اخطل
کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ بادشاہوں کی مدح و ستائش اچھی کرتا ہے۔ اہل عراق
کے نقد کا غالب حصہ شعراء کے درمیان موازنہ اور مقابلہ پر مشتمل ہے۔ عراق کے خوارج
کے درمیان جو نقد متداول تھا اس کے اندر دینی عنصر غالب تھا۔ خوارج کے افکار و
خیالات جو منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح معنوں
میں شاعر اس کو سمجھتے تھے جو صداقت و راست گوئی کو اپنے کلام میں جگہ دے، ہجو
گوئی و مبتذل کلام سے اجتناب کرے۔ اس طرح خوارج نے اپنی تنقید کا دائرہ
مذہبی و اخلاقی اصولوں تک محدود کرنے کی کوشش کی وہ الفاظ و ترکیب سے

غزلیں کہیں۔ یزید بن ولید کو شعر گوئی سے حد درجہ لگاؤ تھا۔ روایت میں ملتا ہے کہ جمعہ کا دن تھا اور وہ شعر و شاعری میں مست تھا لوگوں نے یاد دلایا کہ آج جمعہ کا دن ہے اور خطبہ دینا ہے۔ اس نے قسم کھائی کہ میں آج خطبہ نظم میں پیش کروں گا۔ چنانچہ منبر پر کھڑا ہوا اور اس نے منظوم خطبہ دیا۔ (۳۱)

اسلامی عہد کے مقابلے میں اس دور کی معاشرتی، تہذیبی اور ادبی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ ملکی فتوحات کی کثرت و دولت کی بہتات اور عجمیوں کے اختلاط سے تہذیبی و سماجی زندگی کا پورا نقشہ تبدیل ہو گیا۔ عجمی ممالک سے بڑے پیمانے پر حسین لونڈیوں کو خریدا گیا۔ ان لونڈیوں میں عمدہ گانے والیاں بھی تھیں جو مختلف شعراء کے کلام کو گا کر پڑھتی تھیں۔ چونکہ اموی حکومت خالص اسلامی بنیادوں پر قائم نہ ہو کر بہت حد تک نسلی و قبائلی بنیادوں پر قائم تھی۔ اس حکومت کے مخالفین کا پیدا ہونا فطری تھا کیونکہ اس زمانے میں اسلامی غیرت وحمیت اور اسلامی اصولوں کی حفاظت کرنے والی جماعت موجود تھی چنانچہ مذہبی بنیادوں پر شیعہ، خوارج، مرجئہ وغیرہ مختلف فرقے وجود میں آگئے چاروں فرقے الگ الگ اصول و نظریات کے حامل تھے۔ چونکہ اس زمانے میں اپنی دعوت کو پیش کرنے کا موثر ترین ذریعہ شاعری تھی۔ ہر مکتبۂ فکر سے شعراء کی ایک جماعت منسلک تھی۔ عوام کے درمیان وہی پارٹی زیادہ مقبول ہوتی جس کے پاس اچھے شعراء کی ایک جماعت ہوتی۔ ہر فرقے سے جڑے ہوئے شعراء کی یہ کوشش ہوتی کہ وہ دوسروں سے آگے نکل جائیں، اس باہمی مناسبت سے جہاں شاعری کو ترقی ملی وہیں تنقیدی رجحانات کو بھی فروغ ملا۔ مختلف شعراء نے باہم ایک دوسرے پر تنقیدیں کیں۔ عمرو بن ربیعہ اور کثیر نے ایک دوسرے کے اشعار پر نقد کئے۔ اس دور میں ایسے سخن شناس حضرات بھی موجود تھے جو کسی مخصوص شاعر کے اشعا

دیکھا

سیا تھے۔ ابن ابی ... عمرو بن ابی ربیعہ کے اشعار بے حد پسند تھے ... ہم
ترجیح ... کرتے تھے کہ عمرو بن ابی ربیعہ کے اشعار کو ... لوگ
دیکھ ... دل ... گر ... جاتے ہیں۔ اور یہ خصوصیت دوسرے شعراء کے اندر موجود
۔ آپ کا ... کہ ... اشعار کے اندر خدا کی نافرمانی کا ابن ابی ربیعہ جتنا
ب ہوا اور کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ کتاب الاغانی میں عمرو بن ابی ربیعہ اور دوسرے
ار کے اشعار کے متعلق نقد کے کافی نمونے ملتے ہیں جو قابل اعتناء ہیں۔ (۳۴)
لف علاقوں کے شعراء خاص خاص موقعوں پہ اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کا اظہار
تے ہوئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں معروف تھے۔ اس دور
عراق کے سخن شناسوں کے درمیان یہ مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا تھا کہ
ریر، اخطل اور فرزدق کے درمیان سب سے بڑا شاعر کون ہے اس مسئلے
پر اس وقت کے صاحبان ذوق و ادب کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ خود شعراء بھی
ایک دوسرے کے بارے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے۔ فرزدق سے منقول ہے کہ اس نے
ذوالرمہ کے بارے میں کہا، اگر یہ آثار و دیار پہ گریہ کناں نہ ہوتا، اس کے اشعار
میں وسعت مشروع کی کثرت نہ ہوتی تو وہ اچھا شاعر ہو سکتا تھا۔ جریر، اخطل
کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ وہ بادشاہوں کی مدح و ستائش اچھی کرتا ہے۔ اہل عراق
کے نقد کا غالب حصہ شعراء کے درمیان موازنہ اور مقابلہ پر مشتمل ہے۔ عراق کے خوارج
کے درمیان جو نقد متداول تھا اس کے اندر دینی عنصر غالب تھا۔ خوارج کے افکار و
خیالات جو منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح معنوں
میں شاعر اس کو سمجھتے تھے جو صداقت و راستگوئی کو اپنے کلام میں جگہ دے ہجو
گوئی و ... کلام سے اجتناب کرے۔ اس طرح خوارج نے اپنی تنقید کا دائرہ
مذہبی و اخلاقی اصولوں تک محدود کرنے کی کوشش کی وہ الفاظ و ترکیب سے

[illegible] ولید کو شعر گوئی سے دلچسپی تھی۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک جمعہ کا دن تھا اور وہ شعر و شاعری میں مست تھا لوگوں نے یاد دلایا کہ جمعہ کا دن ہے اور خطبہ دینا ہے۔ اس نے قسم کھائی کہ میں آج خطبہ نظم میں پیش کروں گا۔ چنانچہ منبر پر کھڑا ہوا اور اس نے منظوم خطبہ دیا۔ (۳)

اسلامی عہد کے مقابلے میں اس دور کی معاشرتی، تہذیبی اور ادبی زندگی میں عظیم انقلاب پیدا ہوا۔ ملکی فتوحات کی کثرت و دولت کی بہتات اور عجمیوں کے اختلاط سے تہذیبی و سماجی زندگی کا پورا نقشہ تبدیل ہو گیا۔ عجمی ممالک سے بڑے پیمانے پر حسین لونڈیوں کو خریدا گیا۔ ان لونڈیوں میں عمدہ گانے والیاں بھی تھیں جو مختلف شعراء کے کلام کو گا کر پڑھتی تھیں چونکہ اموی حکومت خالص اسلامی بنیادوں پر قائم نہ ہو کر بہت حد تک نسلی و قبائلی بنیادوں پر قائم تھی۔ اس حکومت کے مخالفین کا پیدا ہونا فطری تھا کیونکہ اس زمانے میں اسلامی غیرت و حمیت اور اسلامی اصولوں کی حفاظت کرنے والی جماعت موجود تھی چنانچہ مذہبی بنیادوں پر شیعہ، خوارج، مرجئہ وغیرہ مختلف فرقے وجود میں آگئے چاروں فرقے الگ الگ اصول و نظریات کے حامل تھے۔ چونکہ اس زمانے میں اپنی دعوت کو پیش کرنے کا موثر ترین ذریعہ شاعری تھی۔ ہر مکتبہ فکر سے شعراء کی ایک جماعت منسلک تھی۔ عوام کے درمیان وہی پارٹی زیادہ مقبول ہوتی جس کے پاس اچھے شعراء کی ایک جماعت ہوتی۔ ہر فرقے سے جڑے ہوئے شعراء کی یہ کوشش ہوتی کہ وہ دوسروں سے آگے نکل جائیں، اس باہمی مناسبت سے جہاں شاعری کو ترقی ملی وہیں تنقیدی رجحانات کو بھی فروغ ملا۔ مختلف شعراء نے باہم ایک دوسرے پر تنقیدیں کیں۔ عمر و بن ربیعہ اور کثیر نے ایک دوسرے کے اشعار پر نقد کئے۔ اس دور میں ایسے سخن شناس حضرات بھی موجود تھے جو کسی مخصوص شاعر کے اشعار